ایچ آر سی پی فیکٹ فائنڈنگ رپورٹ

غیر مساوی استحقاق

چولستان میں حقوق اراضی کی صورت حال

Funded by the
European Union

غیر مساوی استحقاق

چولستان میں حقوق اراضی کی صورتِ حال

HRCP

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق

2025@ پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق
تمام جملہ حقوق محفوظ ہیں۔ اس اشاعت کا کوئی حصہ ماخذ کا واضح اور مناسب حوالہ دے کر شائع کیا جا سکتا ہے۔

اس اشاعت کے مندرجات کی درستی کو یقینی بنانے کی ہر ممکن کوشش کی گئی ہے، اور پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کسی غیر ارادی کوتاہی کا ذمہ دار نہیں

ISBN 978-627-7602-62-8

اشاعت
وژنریز ڈویژن، 90اے، ایئر لائنز ہاؤسنگ سوسائٹی، خیابان جناح لاہور۔

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق
ایوان جمہور، 107 ٹیپو بلاک، نیو گارڈن ٹاؤن، لاہور، 54600
فون: +92 42 3583 8341, 3586 4994, 3586 9969
ای میل: hrcp@hrcp-web.org
www.hrcp-web.org

حرف تحسین
پاکستان انسانی حقوق کمیشن اس رپورٹ کو لکھنے کے لیے رابعہ محمود اور اسے ایڈٹ کرنے کے لیے عرفان خان کا بہت ممنون ہے۔ ہم سلمان فرخ اور حلیمہ اظہر کے مشکور ہیں جنہوں نے اس رپورٹ کی پروڈکشن کا اہتمام کیا۔ رپورٹ پر نظر ثانی کے لیے فرح ضیا اور ماہین پراچہ اور ٹائٹل کے ڈیزائن اور لے آؤٹ بنانے پر عبیر خان کے شکر گزار ہیں۔

ضروری وضاحت: یہ دستاویز یورپی یونین کی مالی مدد سے تیار کی گئی ہے۔ اس دستاویز کے مندرجات کلیتاً پاکستان انسانی حقوق کمیشن کی ذمہ داری ہیں اور کسی بھی قسم کے حالات میں اس دستاویز کو یورپی یونین کی پوزیشن کا عکاس قرار نہیں دیا جا سکتا۔

Funded by the European Union

فہرست

تعارف	5
اراضی کی الاٹمنٹ میں حائل رکاوٹیں	7
عارضی کاشتکاری سے متعلق لیز سکیمیں	7
کارپوریٹ فارمنگ	13
مشن کے مشاہدات	16
سفارشات	20

تعارف

چولستان شاید پاکستان کے سب سے زیادہ نظرانداز کیے گئے اور پسماندہ علاقوں میں سے ایک ہے۔ رقبے کے لحاظ سے یہ تقریباً 66 لاکھ ایکڑ پر محیط ہے اور جنوبی پنجاب کے تین اضلاع، بہاولپور، بہاولنگر اور رحیم یار خان کی سات یونین کونسلوں (یوسیز) پر مشتمل ہے۔[1] مقامی افراد کے نزدیک یہ علاقہ دو حصوں میں تقسیم ہے: چھوٹا چولستان، جہاں آبادی زیادہ ہے، اور بڑا چولستان، جو نسبتاً غیر آباد اور 'گہرے صحرا' پر مشتمل ہے۔ چولستان بنیادی طور پر ایک صحرائی علاقہ ہے، جو 450 کلومیٹر لمبا ہے جبکہ اس کی چوڑائی 30 سے 200 کلومیٹر کے درمیان ہے۔ 2017 کی مردم شماری کے مطابق چولستان کی آبادی 2,76,674 تھی، جس میں ہندو سب سے بڑی مذہبی اقلیت ہیں۔ چولستان پاکستان کی گوشت کی پیداوار کا 13 فیصد فراہم کرتا ہے اور یہاں مویشیوں کی تعداد اندازاً 13.8 لاکھ ہے۔[2]

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) نے ہمیشہ چولستان کے لوگوں کے حقوق کے لیے آواز بلند کی ہے۔ جنوبی پنجاب کے حالیہ فیکٹ فائنڈنگ مشن کی رپورٹ میں چولستانیوں کے کئی مسائل کی نشاندہی کی گئی ہے، جن میں زمینوں کی الاٹمنٹ میں مبینہ بے قاعدگیوں کا مسئلہ بھی شامل ہے۔[3] رپورٹ میں متعدد رہائشیوں کے بیانات شامل کیے گئے جنھوں نے زمین کی تقسیم پر تحفظات کا اظہار کیا ہے۔ 2023 میں چولستان کے مکینوں نے زمین کی منصفانہ تقسیم کے لیے احتجاج کا اعلان کیا، لیکن ضلعی انتظامیہ نے اس کی اجازت نہیں دی۔

ادھر، پنجاب کی نگران حکومت نے فروری 2024 میں ایک نئی زمین اسکیم کا اعلان کیا، جس سے تقریباً 26,000 چولستانیوں کو مستفید ہونا تھا۔[4] اگرچہ اس اسکیم کو ایک معمولی کامیابی سمجھا گیا، لیکن یہ ریلیف ادھورا اور عارضی ثابت ہوا۔

ایچ آر سی پی کو ان زمینوں کی الاٹمنٹ سے متعلق مزید رپورٹس موصول ہوئیں جن میں بے ضابطگیوں اور کچھ عناصر کی طرف سے مقامی تنظیموں کے ذریعے اپنے مفادات کو تحفظ دیے جانے کی نشاندہی کی گئی۔

ان عوامل کو مدنظر رکھتے ہوئے، ایچ آر سی پی نے 28 سے 31 اکتوبر 2024 کے دوران چولستان میں ایک فیکٹ فائنڈنگ مشن بھیجنے کا فیصلہ کیا۔ اس مشن میں کونسل ممبر سعدیہ بخاری، ایچ آر سی پی کے رکن اور سینئر وکیل اسد جمال، اور سٹاف کے اراکین فیصل تنگوانی اور سلمان فرخ شامل تھے۔ مشن کے ضوابطِ کار درج ذیل تھے:

- مقامی چولستانیوں کے لیے زمینوں کی الاٹمنٹ اسکیموں کے نفاذ کی دستاویز بندی اور کسی بھی بے قاعدگی یا خامیوں نیز مذہبی بنیاد پر امتیاز کی نشاندہی کرنا۔
- زمینوں کی تقسیم میں ریاستی اداروں، بالخصوص چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی اور ریونیو افسران کے کردار کا جائزہ لینا۔
- ان مقامی حقوق کی تنظیموں کے کردار کا جائزہ لینا جو چولستان میں مقامی باشندوں کے زمین کے حقوق کے لیے سرگرمِ عمل ہیں۔

مشن نے ضلع بہاولپور کے مختلف علاقوں کا دورہ کیا، جن میں یزمان، چنن پیر، اور بڑے چولستان کی مختلف چھوٹی آبادیاں شامل تھیں، جو عموماً کسی "ٹوبے" (قدرتی یا مصنوعی آبی ذخیرہ جو انسانوں اور مویشیوں کی ضروریات کے لیے استعمال ہوتا ہے) سے منسلک ہوتی ہیں۔

مشن نے چولستان کے مختلف مقامات پر 30 سے زائد افراد سے فوکس گروپ ڈسکشنز (ایف جی ڈیز) اور غیر رسمی انٹرویوز کے ذریعے ملاقات کی۔ زمین کے حقوق کے لیے کام کرنے والی پانچ مقامی تنظیموں—چولستان دفاع کونسل، تحریک آغاز حقوق چولستان، وائس آف چولستان، تحریک آغاز حقوق چولستان یوسی 75، اور ایسوسی ایشن آف ریجنل انفراسٹرکچر ڈیولپمنٹ—کے نمائندوں سے بھی بات چیت کی گئی۔

مشن نے سول سوسائٹی کے افراد، نمبرداروں، وکلا، اساتذہ، کسانوں اور مزدوروں سے ملاقات کی۔ چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے دو افسران سے بھی باضابطہ ملاقات کی گئی۔ مشن کے ارکان نے تقریباً تمام ملاقاتوں کی تفصیلات قلمبند کیں، جنہیں ضرورت کے مطابق ٹرانسکرائب شدہ انٹرویوز کے ساتھ مرتب کیا گیا۔ مزید برآں، مشن نے عوامی طور پر دستیاب دستاویزات کا بھی جائزہ لیا تاکہ حقائق کی تصدیق کی جاسکے۔

اراضی کی الاٹمنٹ میں حائل رکاوٹیں

مختلف اوقات میں، صوبائی حکومت نے کالونائزیشن آف گورنمنٹ لینڈز (پنجاب) ایکٹ 1912 کے تحت مختلف اقسام کی اراضی سکیمیں متعارف کرائیں۔ ان سکیموں میں گرانٹنگ آف پراپرٹیرائیٹس (پرمانینٹ) ان اسٹیٹ لینڈ، عارضی کاشتکاری لیز اور کارپوریٹ فارمنگ شامل ہیں۔ تاہم اس رپورٹ نے آخری دو سکیموں پر توجہ مرکوز کی ہے کیونکہ مستقل پراپرٹی رائٹس عام طور پر ان لوگوں کو دیے جاتے ہیں جو عارضی کاشتکاری لیز کے تحت کامیابی سے کاشتکاری کرتے تھے۔

عارضی کاشتکاری لیز سکیمیں

اسٹیک ہولڈرز کے ساتھ مختلف ملاقاتوں کے ذریعے مشن کو مختلف آبادکار (اراضی پر کاشتکاری) سکیموں کے بارے میں آگاہ کیا گیا جو 1947 سے چولستان میں جاری تھیں۔[5] ان سکیموں کا مقصد چولستان کے لوگوں کو سرکاری اراضی زرعی مقاصد کے لیے دینا تھا۔[6] حالیہ سکیم کا اعلان 2010 میں کیا گیا مگر 2023 تک قرعہ اندازی نہ کی جا سکی.[7] بہت سے لوگوں نے اس دس سالہ تاخیر کی وجوہات کو آنے والی حکومتوں کی متواتر تبدیل ہوتی ترجیحات اور سی ڈی اے کے اعلیٰ افسران کے مسلسل تبادلوں اور تعیناتیوں سے منسوب کیا۔[8]

جیسا کہ مختلف جواب دہندگان نے بتایا اور مشن نے بعد ازاں اسکی دستیاب ریکارڈ سے تصدیق بھی کی کہ 5 دسمبر 2023 کو ہونے والی قرعہ اندازی میں 53 ہزار درخواست گزار خاندانوں میں سے 26 ہزار کو کامیاب قرار دیا گیا

تھا۔ ہر کامیاب درخواست گزار کو 12.5 ایکڑ اراضی ان تین شعبوں میں سے کسی ایک کے تحت دی جانی تھی: (الف) 50–100 فیصد قابل کاشت (ب) 50 فیصد تک قابل کاشت اور (ج) 100 فیصد بنجر۔ یہ اراضی پانچ سالوں کیلیے معیاری لیز ریٹ پر دی جاتی تھی۔[10] بہاولپور سے تعلق رکھنے والے چند جواب دہندگان نے واضح کیا کہ یہ درجہ بندی خالصتاً نہری پانی کی دستیابی کی بنیاد پر کی گئی تھی۔ تاہم بعض جواب دہندگان کا دعویٰ تھا کہ نہری پانی تک رسائی والی اراضی کارپوریٹ فارمنگ کی غرض سے ریاستی اداروں سے وابستہ غیر مقامی لوگوں یا غیر ملکی سرمایہ کاروں کو دے دی گئی۔ سی ڈی اے کی ویب سائٹ پر دیئے گئے قرعہ اندازی کے نتائج ظاہر کرتے ہیں کہ 99 فیصد سے زیادہ کامیاب درخواست گزاروں کو کیٹیگری (ج) کی بنجر اراضی الاٹ کی گئی۔[11]

مشن کا ایک ممبر ملبے سے بھرے ایک کنویں کا جائزہ لیتے ہوئے

حقوقِ اراضی کی تحریکوں کے نمائندوں اور سی ڈی اے کے دفتر کے باہر کھڑے لوگوں نے مشن سے شکایت کی کہ 2023 میں ہونے والی قرعہ اندازی میں منتخب ہونے والوں کو الاٹمنٹ لیٹر جاری نہیں کیے گئے۔ ایک جواب دہندہ نے بتایا کہ سی ڈی اے نے 26 ہزار کامیاب درخواست گزاروں میں سے صرف 7 ہزار کو الاٹمنٹ لیٹر جاری کیے ہیں۔

پنجاب حکومت کے 2013 کے نوٹیفکیشن کے مطابق، سی ڈی اے کے ڈائریکٹر ریونیو اینڈ کالونیز (ڈی آر سی) کو وسیع اختیارات حاصل ہیں کیونکہ وارنٹ داخل جاری کرنے سے پہلے قرعہ اندازی کی کارروائی کی 'اصلیت' پر اس کا 'ذاتی طور پر مطمئن ہونا' ضروری ہے۔ گو کہ نوٹیفکیشن اسے پابند کرتا ہے کہ وہ پندرہ دن کے اندر قرعہ اندازی کو منظور یا منسوخ کردے، تاہم نوٹیفکیشن کے مندرجات واضح کرتے ہیں کہ ایسا انفرادی کیسز کی بنیاد پر کیا جائے کیونکہ "ہر کامیاب امیدوار" کو سماعت کا موقع دیا جانا چاہئے، اگر اُسکی درخواست قرعہ اندازی میں عدم شفافیت کی بنیاد پر مسترد کردی گئی ہو۔ اگرچہ انصاف کا تقاضہ یہ ہے کہ امیدوار کو سماعت کا موقع فراہم کیا جانا چاہیے، تاہم اس عمل کے مکمل ہونے کا کوئی ٹائم فریم مقرر نہیں ہے، جو کامیاب امیدوار کے وارنٹ داخل کے اجراء پر اثر انداز ہوسکتا ہے۔ اس تناظر میں ایک سے زیادہ جواب دہندگان نے الزام لگایا کہ سی ڈی اے کی جانب سے ایک بھی الاٹمنٹ لیٹر رشوت کے بغیر جاری نہیں کیا گیا۔

مشن کے ممبران کا سی ڈی اے کے افسران سے ملاقات

کم ازکم دو جواب دہندگان نے شکایت کی کہ سی ڈی اے افسران نے انہیں پہلے سال کے لیز رینٹ جمع کرانے کے لیے فیس چالان جاری کرنے سے انکار کردیا جس کے بغیر وارنٹ داخل جاری نہیں کیا جاسکتا تھا۔ ایک اور شخص نے مبینہ طور پر بتایا کہ افسران اُسے بار بار سی ڈی اے کے آفس بہاولپور جانے کا کہتے رہے، جو ایک دور افتادہ علاقے سے وہاں تک پہنچنا مشکل اور مہنگا کام تھا۔ اکثر لوگوں کا کہنا تھا کہ سی ڈی اے کے افسران نے انہیں بتایا کہ اُن کی اراضی پر "بڑے بھائی" قابض ہوگئے ہیں) ظاہر ہے اس سے اُن کی مراد فوج کے افسران تھے) لہذا انہیں وارنٹ داخل جاری

نہیں کیا گیا۔ بہت سے ایسے لوگ جنہوں نے زمین کا قبضہ حاصل کیا انہوں نے شکایت کی کہ وہ اراضی بنجر اور ریت کے ٹیلے پر مشتمل تھی۔ بعض جگہوں پر ریت کے یہ ٹیلے 30 فٹ سے بھی زیادہ بلند تھے جنہیں ہموار کرنے کے لیے خاطر خواہ رقم اور بھاری مشینری درکار تھی، یہ اخراجات لوگوں کی استطاعت سے باہر تھے۔ تاہم، اگر زمین ہموار بھی تھی تو زمین کے پانی کا معیار کھیتی باڑی کے لیے غیر موزوں تھا۔ چولستان کے لوگوں کو یہ کم قدر و قیمت والی اراضی کاشتکاری کے لیے دی جا رہی تھی۔ اس کا فائدہ صرف ان صاحب حیثیت لوگوں کو ہوسکتا تھا جو گہرے کنویں تعمیر کرنے یا مہنگے آب پاشی کے نظام کے متحمل ہو سکتے تھے۔

چولستان پانی کی شدید قلت کا شکار ہے۔ اس کی حساسیت کا اندازہ مشن کو اُس وقت ہوا جب انہیں بتایا گیا کہ یہاں انسان اور مویشی پانی کے ایک ہی ذرائع استعمال کرتے ہیں۔ چنن پیر کے علاقے کے ایک جواب دہندہ نے بتایا کہ چولستان مسلسل خشک سالی کا شکار ہے جس کی وجہ سے بہت سے ٹوبے خشک ہو گئے ہیں۔ جواب دہندہ کی جانب سے مشن کو بتایا گیا کہ پینے کے پانی اور آب پاشی کے لیے نصب کی گئیں ٹربائینز غیر فعال ہو چکی ہیں، جسکی وجہ سے چولستان میں پانی کی فراہمی شدید طور پر متاثر ہوئی ہے، خاص طور پر دور دراز صحرائی علاقے میں۔ علاقے کے ایک نمبردار نے بتایا کہ پینے کے پانی اور آبپاشی کے لیے درکار وسائل سے محرومی چولستان میں بھوک اور غربت کی بنیادی وجہ ہے۔ اسکا زیادہ اثر اخلاقی اقدار پر بھی پڑا ہے اور لوگ چوری چکاری پر مجبور ہو گئے ہیں۔

ہندو کمیونٹی کے چند جواب ہندگان نے خبردار کیا سرسبز علاقوں اور چراگاہوں کے سکڑ جانے سے ہم اپنے مویشی فروخت کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔ ہم کھیتوں میں کام کرنے لگے ہیں اور اپنے مالکان کے استحصال کا بھی شکار ہیں۔ یا پھر ہم اینٹوں کے بھٹوں پر جبری مشقت پر مجبور ہیں۔ کم از کم ایک پرامید جواب دہندہ نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ اُس کا دعویٰ ہے کہ حکومت اپنے مضبوط اور موثر اداروں کی مدد سے چولستان میں نہروں کی تعمیر پر کروڑوں روپے کی سرمایہ کاری کر رہی ہے، جس سے عام لوگ اور چولستان کے کارپوریٹ فارم مالکان مستفید ہوں گے۔[12]

ایک اور جواب دہندہ کا دعویٰ تھا کہ یہاں کے بنجر علاقے میں آبپاشی جیسے مشکل کام نے انہیں اپنی زمینیں بااثر غیر چولستانی زمینداروں کو سستے داموں پٹے پر دینے پر مجبور کر دیا ہے۔ یہاں یہ بتانا ضروری ہے کہ اس مسئلے سے متعلق لاہور ہائیکورٹ کے بہاولپور بینچ کے سامنے ایک رٹ پٹیشن 2018 کو دائر کی گئی۔ لاہور کی ہائیکورٹ نے غیر چولستانیوں کو پٹے پر اراضی دینے کے عمل کو روک دیا اور اسے ایک سنجیدہ مسئلہ قرار دیتے ہوئے متعلقہ اتھارٹی کو محکمہ لینڈ

ریکارڈ کو طلب کرنے کی ہدایت کیکہ وہ اس امر کا تعین کریں کہ کیا اُس وقت کی لینڈ سکیم کی شرائط کی خلاف ورزی تو نہیں ہو رہی۔ بعض لوگوں نے یہ بھی بتایا کہ سیاسی اور جاگیردارانہ طبقے کے اعلیٰ افراد چولستان سے باہر کے لوگوں کو یہاں لا کر آباد کر رہے ہیں تا کہ اراضی سے متعلق اپنے ناجائز دعوے کو مضبوط کر سکیں۔

چولستان کے بہت سے رہائشیوں کو قرعہ اندازی میں اراضی اُن کے گھروں سے بہت دور علاقے میں الاٹ کی گئی، بعض حالات میں تو یہ 300 کلومیٹر دور تھی۔ بہت سے لوگوں نے سڑکوں اور دیگر ترقیاتی سہولیات سے محرومی کی شکایت بھی کی کیونکہ اس سے اُن کے سفر میں دشواریاں پیدا ہو رہی تھیں، گو وہ اسکی استطاعت رکھتے تھے۔

سی ڈی اے کے افسران نے مشن کے سامنے اس بات کا اعتراف کیا کہ بہت سے چولستانیوں کے لیے دور دراز علاقوں میں کی گئی اراضی کی الاٹمنٹ ایک سنگین مسئلہ ہے۔ تاہم بورڈ آف ریونیو نے سی ڈی اے کو اختیار دیا ہے کہ وہ فریقین کو باہمی رضامندی سیاراضی کے آپس میں تبادلے کی اجازت دے۔

مشن کے علم میں یہ بات بھی لائی گئی کہ خواتین اور متجنس افراد کو قرعہ اندازی کے عمل سے باہر رکھا گیا ہے اور اراضی کی الاٹمنٹ صرف مردوں کے نام پر کی گئی ہے۔ تاہم دو رائے دہندگان نے بتایا کہ استثنا صرف نابالغ بچوں کی بیوہ ماں کو دیا گیا ہے۔ اگرچہ 2013 کے نوٹیفکیشن میں اہلیت کے معیار میں خواتین کو صراحتاً خارج نہیں کیا گیا تھا، لیکن الفاظ سے ظاہر ہوتا تھا کہ یہ شادی شدہ مردوں کے لیے مخصوص ہے۔ ایک رائے دہندہ نے یہ دعویٰ بھی کیا ہے کہ اب سی ڈی اے کے افسران نے وارنٹ داخل کے اجراء کے لیے اب نکاح نامہ بھی طلب کرنا شروع کر دیا ہے۔

مشن کو چولستانی شناخت ظاہر کرنے کے حوالے سے درپیش مشکلات کے بارے میں بھی آگاہ کیا گیا۔ اس سکیم کا اہل ہونے کے لیے کم از کم چار دستاویزات درکار تھیں؛ کمپیوٹرائزڈ قومی شناختی کارڈ، تازہ ووٹر لسٹ میں اندراج، ترنی (چرائی ٹیکس) دستاویز بمع 1980 سے قبل ترنی ٹیکس سے متعلق فیملی ہسٹری اور چولستان کے رہائشی ہونے کا ثبوت– سی ڈی اے کے افسران نے مشن کے سامنے اس بات کا بھی اعتراف کیا کہ کم از کم 20 ہزار درخواستیں سکروٹنی کمیٹی کی جانب سے مطلوبہ دستاویز کی عدم موجودگی کی بنا نا منظور کر دی گئیں۔

ایک جواب دہندہ نے اس امر کی وضاحت کی کہ عام طور پر رہائشی ہونے کا ثبوت نمبردار کی جانب سے جاری کیا جاتا ہے۔ تاہم کئی غیر چولستانی لوگوں نے بین الاقوامی طور پر نمبردار کو نظر انداز کرتے ہوئے چولستان میں چھوٹے پیمانے پر

زمینیں خریدی ہیں۔ نادرا نے اسے رہائش کے قانونی ثبوت کے طور پر تسلیم کیا ہے اور چولستان کے پتے پر عارضی رہائش کا قومی شناختی کارڈ جاری کیا ہے۔ مزید بتایا گیا کہ الیکشنز رولز کے مطابق کوئی فرد عارضی پتے پر ووٹر کی حیثیت رجسٹر کیا جاسکتا ہے اور غیر قانونی طور ذرائع سے بِہ آسانی سے حاصل کی جا سکتی ہے۔ محکمہ جنگلات پنجاب کی جانب سے اس غیر قانونی عمل سے سینکڑوں غیر مقامی افراد نے فائدہ اٹھایا اور چولستان میں زمینیں حاصل کیں۔

مشن نے اعداد وشمار اور رپورٹنگ کے حوالے سے بھی معیاری طریقہ کار کے فقدان کا مشاہدہ کیا۔ چونکہ سی ڈی اے کے افسران کے پاس قرعہ اندازی میں کامیاب امیدواروں سے متعلق وضاحتی ڈیٹا موجود نہیں تھا، لہٰذا مشن اس امر کی تصدیق کرنے سے قاصر تھا کہ ان میں کتنے، مرد، عورتیں، متجنس افراد اور اقلیتی گروپ کے ممبران شامل تھے جنہیں اراضی الاٹ کی گئی۔ سی ڈی اے کے ایک افسر نے مشن کے ممبران کے سامنے تسلیم کیا کہ اُس نے اپنے تعلقات استعمال کرتے ہوئے اسسٹنٹ کمشنرز سے لینڈ سکیمز سے متعلق اعداد وشمار حاصل کیے کیونکہ معلومات کے تبادلے کا کوئی منظّم اور باضابطہ طریقہ کار موجود نہیں تھا۔[13]

رہائیشوں کو دور دراز علاقوں میں زمین الاٹ کیے جانے کے حوالے سے سی ڈی اے کے افسران نے بتایا کہ وہ امیدواروں کو انتخاب کے مواقع دینے سے گریز کرتے ہیں۔ اس طرح سے ذاتی ترجیحات کے دروازے کھل جائیں گے۔ ایک اور افسر نے وضاحت کی یوں بھی گاؤں کے نزدیک بہت کم اراضی دستیاب تھی۔ شفافیت کے حوالے سے بتایا گیا کہ یہ سارا کام بہت شفاف ہے کیونکہ اس سارے عمل میں اور کئی شراکت دار، جیسے کہ الیکشن کمیشن آف پاکستان، محکمہ جنگلات، نادرا اور پنجاب انفارمیشن ٹیکنالوجی بورڈ بھی شامل ہیں۔

مزید براں، کمشنر اور شکایت کے ازالے سے متعلق کمیٹی بے ضابطگیوں کا نوٹس لیتے ہیں۔ چولستان میں چونکہ سی ڈی اے بنیادی طور پر مصروف عمل ہے اس لیے الاٹمنٹ کے عمل میں اسکی مداخلت کم ہوتی ہے تا کہ مفادات کے ٹکراؤ سے بچا جا سکے۔ یوں بھی سی ڈی اے کا عملہ بدعنوانی اور بددیانتی جیسے امور سے دور ہی رہتا ہے کیونکہ نیب اور انسداد بدعنوانی کے ادارے اس حوالے سے بہت ہوشیار اور چوکنا رہتے ہیں۔

کارپوریٹ فارمنگ

چولستان حال ہی میں کارپوریٹ فارمنگ کی توجہ کا مرکز بنا ہوا ہے۔ خاندانی کاشتکاری کے برعکس، جو کہ ایک خاندان کی جانب سے کی جاتی ہے اور بنیادی طور پر خاندان کے سرمائے اور مشقت پر انحصار کرتی ہے، کارپوریٹ فارمنگ ان نجی یا سرکاری اداروں کی ملکیت اور مالی معاونت کے تحت چلتی ہے جو خاندانی بنیادوں پر قائم روایتی زراعت سے ہٹ کر خودمختار طور پر کام کرتے ہیں۔[14]

مشن کے ممبران کی مقامی حقوق انسانی کی تنظیم کے نمائندوں سے ملاقات

پاکستان آرمی فروری 2023 میں کارپوریٹ فارمنگ کے حلقہ میں براہ راست شامل ہوئی جب اس نے پنجاب بورڈ آف ریونیو سے چولستان میں 10 لاکھ ایکڑ اراضی کی نشاندہی اور لیز کی باضابطہ درخواست کی۔[15] اس بارے میں یزمان سے ایک رائے دہندہ نے مزید بتایا کہ ریاست کے طاقت ور اور بااختیار ادارے سی ڈی اے کے ساتھ مل کر ان علاقوں میں اکثر و بیشتر سروے کرتے ہیں تاکہ قابل کاشت اراضی اور تازہ زیرِ زمین پانی کی نشاندہی ہو سکے۔ ایک اور شخص نے بتایا کہ "بڑے بھائی" کی جانب سے سی ڈی اے کے افسر کو متنبہ کیا گیا کہ وہ کارپوریٹ فارمنگ کے لیے مناسب زمین کی نشاندہی کے لیے نیک نیتی طریقے سے تعاون نہیں کر رہے۔ حکومت پنجاب اور پاکستان آرمی کے

درمیان ایک جائنٹ وینچر مینجمنٹ ایگریمنٹ (جے وی اے) پر مارچ 2023 میں دستخط ہوئے جس کے تحت مؤخر الذکر، اول الذکر کا 20 سال کے لیے (جو کہ مزید 10 سال تک کے لیے قابل توسیع ہوگا) کا نفع اور نقصان کی بنیاد پر پٹے دار ہوگا۔ اس معاہدے کے تحت ایک بورڈ آف مینجمنٹ قائم کیا گیا جسے اراضی کے استعمال کی پالیسی بنانے اور جملہ امور تجارتی بنیادوں پر چلانے کے لیے (مقامی یا غیر ملکی) کمپنیوں کی تشکیل یا تقرری کا اختیار دیا گیا۔[16]

17 جے وی اے کو مئی 2023 کو لاہور ہائی کورٹ کے ایک رکنی بینچ کے سامنے چیلنج کر دیا گیا۔ عدالت نے فیصلہ دیا کہ پنجاب الیکشن ایکٹ 2017 کے مطابق نگران حکومت کو آئین اور قانون کے تحت کارپوریٹ فارمنگ کے حوالے سے اختیار حاصل نہیں۔ عدالت کے فیصلے نے جے وی اے کو غیر قانونی قرار دے دیا اور اراضی کا انتقال فوری طور پر روک دیا۔ تاہم، جولائی 2023 میں لاہور ہائی کورٹ نے وفاقی اور صوبائی حکومتوں کی جانب سے دائر انٹرا کورٹ اپیل پر سنگل بینچ کا فیصلہ کالعدم قرار دے دیا اور پاکستان آرمی کو زمین کی منتقلی کی اجازت دے دی۔ بعدازاں، سول وعسکری قیادت نے اسپیشل انویسٹمنٹ فسیلیٹیشن کونسل (ایس آئی ایف سی) کی سرپرستی میں "گرین انیشی ایٹو پاکستان" کا آغاز کیا، جو اب بڑی حد تک چولستان کی ترقی کی نگرانی کر رہا ہے۔[18]

بہت سے جواب دہندگان نے مشن کو بتایا کہ انہیں چولستان میں ایک منظّم طریقے سے زرخیز زمین کے حصول سے محروم رکھا گیا۔ انہوں نے الزام لگایا کہ ریاست کے طاقت ور اداروں نے 45 سے زیادہ گاؤں کو کارپوریٹ فارمنگ کے لیے ہتھیا لیا۔ یزمان سے تعلق رکھنے والے لوگوں نے مشن کو بتایا کہ اس ساری مہم سے فائدہ صرف مسلح افواج اور غیر ملکی سرمایہ کاروں کو ہی پہنچا ہے۔ مشن کو بتایا گیا کہ محض علاقے میں کارپوریٹ فارمنگ کے لیے اہل قرار دینے جانے کے لیے دو کروڑ روپے بطور سکیورٹی ڈیپازٹ درکار تھے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ سارا کھیل صرف صاحب ثروت اور بااثر لوگوں کے لیے کھیلا گیا ہے۔

چنن پیر کے ایک رائے دہندہ نے بتایا کہ کارپوریٹ فارمنگ ہرنوں کی قدرتی مسکن کو تباہ کر رہی ہے، اور وہ اب صرف چولستان میں غیر ملکیوں کے زیر اثر شکارگاہوں میں ہی پائے جاتے ہیں۔

مشن کو مزید یہ بھی بتایا گیا کہ چراگاہوں کو بھی کارپوریٹ فارمنگ کے لیے مختص کر دیا گیا ہے۔ لوگوں نے ان اقدامات کے خلاف بھی آواز اٹھائی ہے کیونکہ یہ براہ راست ان کے روزگار کو متاثر کر رہے ہیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ محکمہ جنگلات

ان کارروائیوں کے خلاف آواز اٹھانے پر لوگوں کو ہراساں کررہے ہیں اور دھمکیاں بھی دے رہے ہیں۔اس کے علاوہ موسم سرما میں مویشی رکھنے والے کسانوں کو مجبور کیا گیا کہ وہ اپنے موسم گرما میں مویشیوں کو رات کے وقت چرائیں،جبکہ ان اوقات میں سانپ اور کتوں کے کاٹنے کا بھی اندیشہ ہوتا ہے۔

مبینہ طور پر، عام چراگاہیں کارپوریٹ فارمنگ کے لیے مختص کردی گئی ہیں

مشن کے مشاہدات

زیادہ تر جواب دہندگان، بالخصوص جن کا تعلق انسانی حقوق کی تحریکوں اور اداروں سے ہے، کے درمیان اس بات پر اتفاق رائے پایا گیا کہ چولستان کی پاکستان کے صوبائی اور وفاقی قانون ساز اداروں میں موثر سیاسی نمائندگی نہیں ہے۔ اس سے بڑھ کر یہ کہ جواب دہندگان نے اس بات پر عدم اطمینان کا اظہار کیا کہ چند لوگوں کو چھوڑ کر، چولستان سے متعلق معاملات پر طاقت ورحلقوں میں آواز اٹھانے کے حوالے سے سیاسی رہنماؤں کا کردار مایوس کن رہا ہے۔ مشن نے اس امر کا بھی مشاہدہ کیا کہ اکثر مواقع پر جواب دہندگان نے مسلسل شکایت کی کہ مقامی سیاست دانوں نے چولستان کے لوگوں کی خواہشات کے برعکس "طاقت ور اداروں" کے ساتھ گٹھ جوڑ کیا ہوا ہے۔ اس امر کا بھی متواتر مطالبہ کیا جاتا رہا ہے کہ علاقے میں بہتر حکومتی نظم ونسق کی خاطر چولستان کو ضلع کا درجہ دیا جائے۔ چولستان کے باسیوں کا یہ بھی مطالبہ ہے کہ راجن پور اور ڈیرہ غازی خان کی طرح یہاں کے لوگوں کے لیے بھی سرکاری ملازمتوں کا کوٹہ مختص کیا جائے۔19

مشن نے چولستان میں شدید غربت کا مشاہدہ کیا اور یہاں بنیادی ترقیاتی ڈھانچہ بھی موجود نہیں۔ نقل وحمل کی سہولیات اور سڑکوں وغیرہ کا بھی فقدان ہے جسکی وجہ سے مسلسل اور محفوظ سفر کے مواقع بھی کم ہیں۔ یہ محرومی مقامی لوگوں کے ملکی آئین اور عالمی قوانین میں تسلیم شدہ معاشی و معاشرتی حقوق کو بھی متاثر کرتی ہے۔20 ایک مقامی نمبردار کا یہ بیان باعث تشویش ہے کہ بعض علاقوں میں خاص طور پر رات کے وقت سفر رینجرز کی جانب سے "سیکیورٹی" کے نام پر محدود

کر دیا گیا ہے۔ مشن کے خیال میں یہ چولستان کے لوگوں کے نقل وحرکت کے حق کی خلاف ورزی ہے اور ہنگامی حالات میں یہ پابندی علاقے کے لوگوں کو شدید مشکلات سے دوچار کر سکتی ہے۔ مشن کے ممبران نے عظیم تر چولستان کے مختلف علاقوں میں جتنا وقت بھی صرف کیا انہیں موبائل فون نیٹ ورک اور انٹرنیٹ تک رسائی حاصل نہیں تھی کیونکہ یہاں کے دوردراز علاقے رابطے اور مواصلات کے بنیادی ڈھانچے سے مکمل طور پر محروم ہیں۔

بیشتر جواب دہندگان کا یہ جائز مطالبہ تھا کہ سی ڈی اے میں بہت سی اصلاحات کی ضرورت ہے اور یہ کہ وہ کلیدی اداروں کی کارکردگی سے مطمئن نہیں تھے۔ انہیں اس ادارے کے افسران کی قابلیت پر بھی تحفظات تھے کہ وہ چولستان کے معاملات سے مکمل طور پر آگاہ نہیں ہیں۔ ان کے خیال میں ان افسران نے کبھی بھی چولستان کے طول وعرض میں سفر نہیں کیا ہوگا۔ لوگوں کی جانب سے یہ مطالبہ بھی سامنے آیا کہ سی ڈی اے میں چولستان کے مقامی لوگوں کی نمائندگی کی ضرورت ہے، جبکہ سرکاری بیانیہ یہ ہے کہ ایسا اس لیے نہیں کیا گیا تاکہ مفادات کے ٹکراؤ سے بچا جا سکے۔

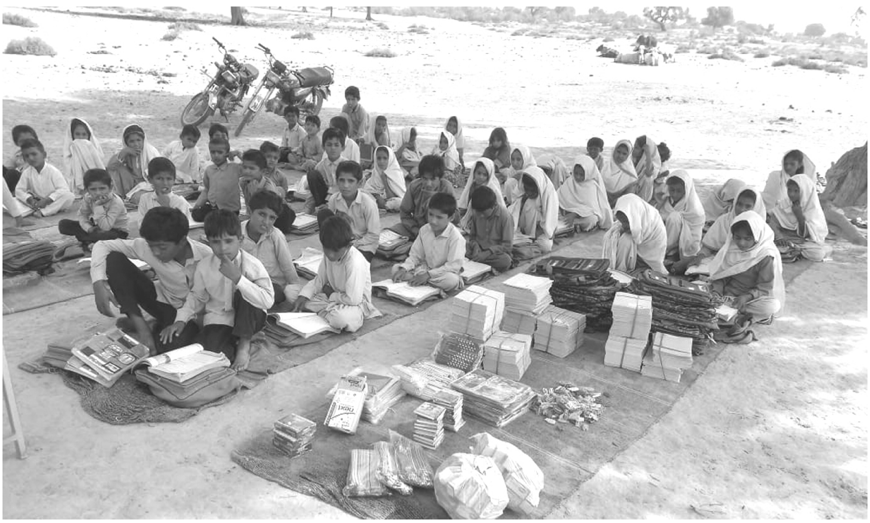

مشن نے چولستان میں تعلیمی ڈھانچے کی شدید کمی کا مشاہدہ کیا

مشن نے سی ڈی اے کے افسران کے بدعنوانی میں ملوث ہونے کے الزامات سے متعلق بہت سے شواہد جمع کیے ہیں۔ ان میں الاٹمنٹ لیٹرز جاری کرنے کے لیے رشوت طلب کرنا، واٹر ٹربائنز کو ڈیزل سے سولر پر منتقل کرنے سے ہچکچانا اور

پانی کے کنویں تعمیر کرنے پر رقوم طلب کرنا شامل ہے۔ ہندو کمیونٹی کے ایک ممبر نے بتایا کہ سی ڈی اے کے افسران اقلیتی کمیونٹی سے امتیازی سلوک برتتے ہیں۔

یزمان کے ایک جواب دہندہ نے اس بات پر تشویش کا اظہار کیا کہ سی ڈی اے کا دفتر بہاولپور میں واقع ہے، جو اکثر رہائشیوں کے لیے قابلِ رسائی نہیں ہے کیونکہ اس تک پہنچنے میں نقل وحمل اور مالی لاگت جیسے مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔انھوں نے مطالبہ کیا کہ چولستان کے دیگر علاقوں میں سی ڈی اے کے ذیلی دفاتر قائم کیے جائیں جس سے لوگوں کی بہتر طریقے سے خدمت ہو سکے گی۔

مشن کی مختلف میٹنگز کے دوران ریاست کے طاقتور اداروں پر الزامات عائد کیے گئے کہ وہ چولستان کے معاملات میں شدید مداخلت کرتے ہیں۔ سب سے تشویشناک الزام یہ تھا کہ ایک مقامی حقوق کے کارکن کو اغوا کر کے غیر قانونی حراست میں رکھا گیا، اور اسے مجبور کیا گیا کہ وہ چولستانی زمین کے حقوق کے کارکنوں کی جانب سے 2023 میں دیے گئے احتجاج سے لاتعلقی اختیار کرے۔ یہ بھی الزام لگایا گیا کہ ریاستی ایجنسی کے ایک سینئر افسر نے کارکنان کو تشدد کی دھمکی دی جبکہ تعاون کرنے پر فائدے پہنچانے کا لالچ دیا۔ ایک دوسرے واقعہ میں ایک کارکن نے بتایا کہ اسے 2023 کے مظاہرے کا حصہ بننے پر معاشی طور پر نشانہ بنایا گیا۔اس کارکن کی درخواست پر اس واقعہ کی تفصیلات ظاہر نہیں کی جارہیں۔

اسی طرح ایک اور جواب دہندہ نے یہ پریشان کن معلومات دی کہ 1990 اور 2000 کے ابتدا میں ریاستی حکام نے اپنے حقوق کے لیے مظاہرہ کرنے والے 500 سے زیادہ لوگوں کے خلاف ایف آئی آر درج کی۔ ایک اور واقعہ میں، چولستان کی خواتین کو دس دن کے لیے غیر قانونی حراست میں رکھا گیا تا کہ مظاہرین پر دباؤ ڈالا جا سکے۔ ایک شخص نے دکھ بھرے لہجے میں بتایا کہ انہیں ریاستی اداروں کی جانب سے "بھارتی ایجنٹ" بھی قرار دیا جا تا رہا ہے۔

کمیونٹی کے بہت سے نمائندوں نے چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی ایکٹ 1976 کے تحت سی ڈی اے کو مکمل طور پر خود مختار ادارہ بنانے کا مطالبہ کیا۔ متعدد جواب دہندگان نے مشن کو بتایا کہ سی ڈی اے کا انتظام 1980 کی دہائی میں اپنی پہلی میٹنگ کے بعد سے محکمہ مال کے تحت چلایا جارہا ہے۔ مشن کو بتایا گیا کہ سی ڈی اے کو ایک خود مختار ادارہ بنانے کی کوششیں کی جارہی ہیں۔ کچھ جواب دہندگان کے نزدیک یہ چولستان کے لوگوں کے لیے سب سے اہم اور حل طلب مسئلہ ہے۔

مزید برآں، مشن نے چولستان کے لوگوں کو درپیش دیگر مسائل کا مشاہدہ بھی کیا، جیسے کہ صحت کی بنیادی سہولتوں کا فقدان، بالخصوص عورتوں کے لیے۔ تعلیمی ڈھانچے کی شدید کمی واضح تھی، کیونکہ اسکول صحرا کے سخت موسمی حالات میں ناکافی سہولیات کے ساتھ کام کر رہے تھے۔

چولستان میں مقامی لوگوں کے زمین کے حقوق کے لیے آواز بلند کرنے والی مقامی حقوق پر مبنی تحریکوں کے کردار کے بارے میں مشن کو بتایا گیا کہ مختلف مقامی تنظیمیں کسی نہ کسی شکل میں مشترکہ جدوجہد کے لیے ایک دوسرے سے منسلک تھیں۔ تاہم، اسی وقت کچھ حقوق پر مبنی تنظیموں کے نمائندوں کے درمیان اختلافات بھی موجود تھے، اور ہر فریق دوسرے پر ذاتی مفادات کے حصول کے لیے ریاستی اداروں سے ملی بھگت کا الزام لگا رہا تھا۔ ان تنظیموں کے نمایاں ممبران کی جانب سے مختلف ریاستی اداروں اور سیاسی شخصیات کی حمایت سے زمین پر غیر قانونی قبضے کے دعوے اور جوابی دعوے بھی سامنے آئے۔

سفارشات

اپنی تحقیقات کی بنیاد پر، مشن نے درج ذیل سفارشات پیش کی ہیں:

سی ڈی اے کو یقینی بنانا چاہیے کہ

- 2023 کی قرعہ اندازی میں کامیاب درخواست گزاروں کو فوری طور پر الاٹمنٹ لیٹرز جاری کیے جائیں، تمام بیوروکریٹک رکاوٹیں ختم کی جائیں، زمین کا قبضہ اور مکمل اختیار حق دار مزارعین کو دیا جائے، زمین سے متعلق مختلف اسکیموں سے مستفید ہونے والے افراد کے تحفظات دور کیے جائیں، اور چولستان کے تمام لوگوں کو ان کے قانونی دائرہ کار کے اندر سہولت فراہم کی جائے۔ مؤثر اور بروقت انکوائری نظام کے ذریعے ادارے میں بدعنوانی کا خاتمہ کیا جائے، اور شکایات کنندگان کے لیے شکایات کے ایک شفاف اور مؤثر نظام کو یقینی بنایا جائے۔
- لوگوں اور ان کے مویشیوں کے لیے مناسب پانی کی فراہمی کی اسکیمیں تیار کی جائیں اور موزوں ذخیرہ آب کی سہولیات تعمیر کی جائیں۔
- مویشیوں کے لیے مناسب چراگاہیں مختص کی جائیں اور قدرتی حیات، جیسے ہرن، کے قدرتی مسکن کو محفوظ رکھا جائے تاکہ کارپوریٹ فارمنگ کے ان پر منفی اثرات مرتب نہ ہوں۔

- چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی (سی ڈی اے) کے ذیلی دفاتر مناسب مقامات پر قائم کیے جائیں تاکہ انتظامی سہولیات مقامی افراد کو ان کی دہلیز پر دستیاب ہوں۔

پنجاب اسمبلی یقینی بنائے کہ

- چولستان ڈویلپمنٹ ایکٹ 1976 کا جائزہ لے کر اس میں مناسب ترامیم کی جائیں تاکہ چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی ایک خودمختار ادارے کے طور پر کام کر سکے اور سیاسی یا دیگر اثر ورسوخ سے آزاد ہو۔
- لینڈ کالونائزیشن ایکٹ 1912 کا بھی جائزہ لیا جائے اور جہاں ضروری ہو وہاں ترامیم کی جائیں تاکہ ریاستی زمین کا استعمال زیادہ شفاف اور مؤثر طریقے سے عوامی مفاد میں ہو۔
- چولستان کو الگ ضلع بنانے کے مطالبے پر غور کیا جائے، اور یہ فیصلہ چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے دائرہ اختیار میں شامل علاقوں کو یکجا کر کے کیا جائے۔

وفاقی حکومت یقینی بنائے کہ

- طاقت اور اثر ورسوخ سے قطع نظر، ریاستی اداروں کی جانب سے مبینہ غیر قانونی قبضوں کا تدارک کیا جائے اور یقینی بنایا جائے کہ تمام قانون نافذ کرنے والے ادارے اور انصاف سے متعلق ادارے قانون کے مطابق آزادانہ کام کر سکیں۔
- ریاستی اداروں کی جانب سے لوگوں کو مبینہ طور پر ہراساں کرنے اور دھمکانے کا سلسلہ بند کیا جائے۔

پنجاب حکومت یقینی بنائے کہ

- مستقبل کی تمام اراضی سے متعلق اسکیموں کی شرائط میں پالیسی کی سطح پر صنفی حساسیت کو شامل کیا جائے، تاکہ خواتین، متجنس افراد، معذور افراد اور مذہبی اقلیتوں کے ساتھ کسی قسم کا امتیاز نہ ہو۔
- اراضی سے متعلق عارضی اسکیم سے مستفید ہونے والے افراد کو شفافیت اور انصاف کے اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے رضاکارانہ طور پر زمین کے انتقال کی اجازت دینے پر غور کیا جائے۔

- چولستان کی ترقی کے لیے وسائل کی فراہمی میں اضافہ کیا جائے، خصوصاً صحت، تعلیم، سڑکوں اور مواصلاتی انفراسٹرکچر پر توجہ دی جائے۔

- سی ڈی اے افسران کی بلاوجہ تبدیلیوں، تعیناتیوں اور پالیسیوں میں خلل سے اجتناب کیا جائے تاکہ تسلسل برقرار رہے۔

- زمین کی الاٹمنٹ سے متعلق معلومات کو شفافیت اور انصاف کے مفاد میں عوام کے سامنے لایا جائے۔

- چولستان میں کارپوریٹ فارمنگ سے مقامی باشندوں کے زمین کے حقوق یا علاقائی ترقی کو کوئی نقصان نہ پہنچے، اس کی مکمل نگرانی کی جائے۔

- سندھ حکومت اور دیگر متعلقہ فریقوں کے ساتھ مکالمہ کیا جائے تاکہ چولستان کے رہائشیوں کو، ان کے طبقے، مذہب یا سماجی حیثیت سے قطع نظر، پانی کی مناسب فراہمی یقینی بنائی جا سکے۔

- قانون نافذ کرنے والے ادارے لوگوں کو احتجاج کے حق سے محروم کرنے یا ہراساں کرنے سے باز رہیں، اور ضلعی انتظامیہ مقامی لوگوں کو ان کے اس آئینی حق کے استعمال میں سہولت فراہم کرے۔

- چولستان کے لوگوں کو آزادی دی جائے کہ وہ زمین کے حقوق سمیت دیگر مقاصد کے لیے تنظیمیں قائم کر سکیں اور ان کا حصہ بن سکیں۔

حوالہ جات

1 See https://cdabwp.punjab.gov.pk/overview
2 M. Imran et al. (2023). *Water: The lifeline of Cholistan desert* (p. 16, 11). Pakistan Council of Research in Water Resources.
3 Human Rights Commission of Pakistan. (2022). *South Punjab: Excluded, exploited. An HRCP fact-finding report*.
4 Cholistanis to receive land allotment orders. (2024, February 6). *Dawn*. https://www.dawn.com/news/1811465
5 The first land scheme was introduced in 1950. See M. M. Sher. (2019). *Sustainability of subsistence livelihood at risk: A study of agro-pastoralists in Cholistan Desert - Pakistan* [Unpublished doctoral dissertation]. University of Peshawar.
6 Section 10 of the Colonization of Government Lands (Punjab) Act 1912 allows the Board of Revenue, subject to the general approval of the government, to allot land to 'any person on such conditions as it thinks fit.' See http://punjablaws.gov.pk/laws/22.html
7 The 2010 notification (no. 3310-2010/1867) was amended in 2013 (notification no. 549-2013/239) and 2019 (notification no. 2109-2019/756). https://cdabwp.punjab.gov.pk/system/?les?file=Notification-5-03-2013_.pdf andhttps://cdabwp.punjab.gov.pk/system/files?file=Notification%20-13-9-2019_.pdf
8 Clause 20 of the 2013 notification gives power to the Board of Revenue and CDA's Director of Revenue and Colonies to 'stop, postpone, cancel or declare' the balloting as 'null and void', and that too at 'any stage'.
9 According to the data on CDA's website, a total of 26,132 people stood successful in the balloting against a total of 52,999 applicants who were found to be eligible as per criteria. https://cdabwp.punjab.gov.pk/downloads
10 For details, see clause 1 of the 2013 notification.
11 See https://cdabwp.punjab.gov.pk/downloads
12 The mission remains aware that the Sindh government has repeatedly expressed serious concerns over these projects.
13 *Sana Ullah vs. Government of Punjab etc* (WP 5385/2018).
14 https://www.fao.org/world-agriculture-watch/tools-and-methodolo gies/definitions-and-operational-perspectives/family-farms/en/
15 For details, see *Public Interest Law Association of Pakistan vs*. *Federation of Pakistan and Others* (WP 20906/2023).
16 Ibid.
17 LHC suspends order to stop Punjab land transfer to army. (2023, July 18). *Dawn*.
18 M. Rizvi. (2024, March 25). Green Pakistan. *Khaleej Times.*
19 Such a demand was also made by the CDA's managing director in 2015. See https://tribune.com.pk/story/944087/employment-job-quota-recommen ded-for-cholistanis
20 Declaration on the Right to Development. https://www.ohchr.org/en/instruments-mechanisms/instruments/declaration-right-development